

حضرة العالم مولانا  
اللہ یار خان

رحمت اللہ علیہ

# بنائے سوسائلی

اللہ علیہ وسلم

ادارہ تشیخہ اوسبہ

دارالعرفان ، منارہ ، ضلع چکوال



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من لا نبي بعده  
وعلى آله واصحابه وازواجه وذريته اجمعين يا ايها النبي قل لازواجك  
وبنتك ونساء المؤمنين يا نبيين عليهن من جلابيبهن ذلك  
ادنى ان يعرفن فلا يؤذين وكان الله غفورا رحيما



## باب اول

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نکاح اور اولاد — اس باب میں چار امور کی وضاحت ہوگی۔
- ۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت خدیجہ کا نکاح کس ہوا؟
- ۲۔ ان سے کوئی اولاد ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون کون سے بیٹے اور بیٹیاں تھیں؟
- ۳۔ حضرت خدیجہ کی حقیقی بنیں اور حقیقی بھائی اور ان کی اولاد۔
- ۴۔ کیا آپ کی کوئی بھانجی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئیے پاس پرورش پائی رہی؟

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شجر نسب

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قسّی بن کلاب۔

(عمدة العالیٰ فی انساب آل ابی طالب ص ۳۳۵ نسب قریش ص ۲۲۸)

### خویلد کی اولاد

”فولد خویلد بن اسد عدیا وحزما والعوام ورقیقة امهم منینة بنت الحارث بن جابر بن وهب بن فیہ بن زید“ (نسب قریش ص ۲۲۹)

خویلد کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی جس کا نام رقیقة تھا۔ ان کی ماں منینہ تھی۔ رقیقة کا نکاح عبد بن بجاد سے ہوا۔ اس سے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امیمہ تھا۔

”ولدت رقیقة بنت خویلد امیمة بنت عبد بن بجاد بن عیر بن الحارث بن حارث“ (نسب قریش ص ۲۲۹)

خویلد کی دوسری بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نوفل تھا اس کو ابن عدویہ کہتے ہیں

”نوفل بن خویلد هو الذی یقال له ابن عدویة امه عتہ بدیل بن ورقاء بن عبد العزیٰ وہی بنت عبد العزیٰ بن ربیعہ بن حزن“ (نسب قریش)

نوفل بن خویلد کی اولاد لگے نہ چلی اور عدی بن خویلد کی اولاد بھی آگے نہ چلی۔

”انقرض ولد نوفل بن خویلد واماعدی فقد انقرض ولده“ (نسب قریش ص ۲۳۱)

### خویلد کی تیسری بیوی سے اولاد

وخدیجة وهالة ابنتی خویلد امهم فاطمة بنت زائدہ بن جندب بن هرم بن رواحه فاما هالة بنت خویلد فولدت ابوالعاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس یقال له الاهلین زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما خدیجة بنت خویلد فولدت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النعام واما الطاهر وکان یقال له الطاهر والطیب ولد بعد النبوة ومات صغیرا واسمہ عبد اللہ وفاطمہ وزینب و امر کلثوم ورقیة۔ (نسب قریش ص ۲۳۱) ترجمہ: خدیجہ اور ہالہ دونوں خویلد کی بیٹیاں ہیں ان کی ماں فاطمہ ہے ہالہ کا ایک لڑکا، ابوالعاص بن الربیع ہوا جسے امین کہتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح زینب بنت رسول اللہ کے ساتھ کیا۔ خدیجہ بنت خویلد کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم اور طاہر خنیں متیب بھی کہا جاتا ہے نبوت کے بعد پیدا ہونے اور بچپن ہی میں فوت ہوئے اور فاطمہ، زینب، ام کلثوم اور رقیہ پیدا ہوئیں۔

(فائدہ) ۱۔ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن ہالہ تھی جس کا ایک بی بیٹا ہوا۔ اس کا نام ابوالعاص تھا۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح اسی ابوالعاص سے کیا۔

۳۔ ہالہ کی کوئی بیٹی پیدا نہیں ہوئی۔

۴۔ حضرت خدیجہ کی ایک بہن رقیقہ تھی جس کی ماں دوسری تھی اس رقیقہ سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام امیمہ ہے۔

۵۔ حضرت خدیجہ کی چار بیٹیاں تھیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئیں۔ فاطمہ، زینب، ام کلثوم اور رقیہ۔

### حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

علامہ اردبیلی نے کشف الغمہ میں اور طاباقر مجلسی نے حیات القلوب ۲: ۹۱ پر صفحہ ۴۸

پر بیان کیا ہے :

پیش از آنکہ حضرت اورا تزویج عتیق بن عائد مخزومی اورا تزویج کردہ بود و

از دو دخترے ہم رسانید و بعد از و ابوہالہ اسدی اورا تزویج کرد و ہند بن ابی ہالہ

را از وہم رسانید

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے پہلے حضرت خدیجہ کا نکاح عتیق بن عائد مخزومی سے ہوا۔ اس سے ایک لڑکی ہوئی اس کے بعد ابوہالہ اسدی سے نکاح ہوا۔ اس سے ایک لڑکا ہند ہوا۔

ادھر ص ۹۱ پر :

اول مرتبہ خدیجہ راعیق بن عائد مخزومی خواست و از دو دخترے ہم رسید و بعد

از عتیق بن عائد، ابوہالہ بن زرارہ تھی اورا نکاح کرد و ہند بن ہند از دو متولد شد و بعد

از رسول خدا اورا بجالہ خود آورد۔

ترجمہ:

طاباقر مجلسی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ

۱۔ حضرت خدیجہ کی عتیق سے صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کے نام کا ذکر نہیں

اور یہ بھی ذکر نہیں کہ زندہ رہی یا مر گئی۔ اگر زندہ رہی تو اس کا نکاح کس سے ہوا؟

۲۔ حضرت خدیجہ کی کوئی لڑکی زینب، رقیہ یا ام کلثوم پہلے خاندان سے پیدا نہیں ہوئی۔

اور نسب قریش ص ۲۲، ص ۲۳، ص ۲۴ پر ذرا تفصیل ملتی ہے۔

وکان مولد ابرہیموفی ذی الحجہ سنة ثمان من الهجرة مات

ای ابراہیم، بالمدینة وهو ابن ثمانية عشر شهرا و اخوه ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا مہم ہندہ بنت عتیق بن عائد بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم و

ہند بن ابی ہالہ بن زرارہ و ہالہ بنت ابی ہالہ و ابوہالہ من بنی اسید بن عمرو بن تیمو۔

ترجمہ: ذی الحجہ ۸ء میں ابراہیم پیدا ہوئے اور جب وہ اٹھارہ ماہ کے تھے مدینہ میں

فوت ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے بہن بھائی جو دوسری ماؤں سے تھے وہ

یہ تھے ہندہ بنت عتیق اور ہند بن ابوہالہ اور ہالہ بنت ابوہالہ۔

اور نسب قریش ص ۳۳ پر عائد کے کئی بیٹے لکھے ہیں ایک عتیق زوج خدیجہ رضی اللہ عنہا

سے دوسرا امیر بن عائد اور اس امیر کا بیٹا صفی جس کی والدہ ہندہ بنت عتیق تھی اور امیر کا بیٹا محمد بن

صفی کی اولاد آگے نہیں چلی۔

اس سے معلوم ہوا کہ

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کی دو لڑکیاں ہوئیں ہندہ عتیق سے اور ہالہ، ابوہالہ سے۔

۲۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مشرف بہ اسلام ہونے سے پہلے وہ دونوں فوت

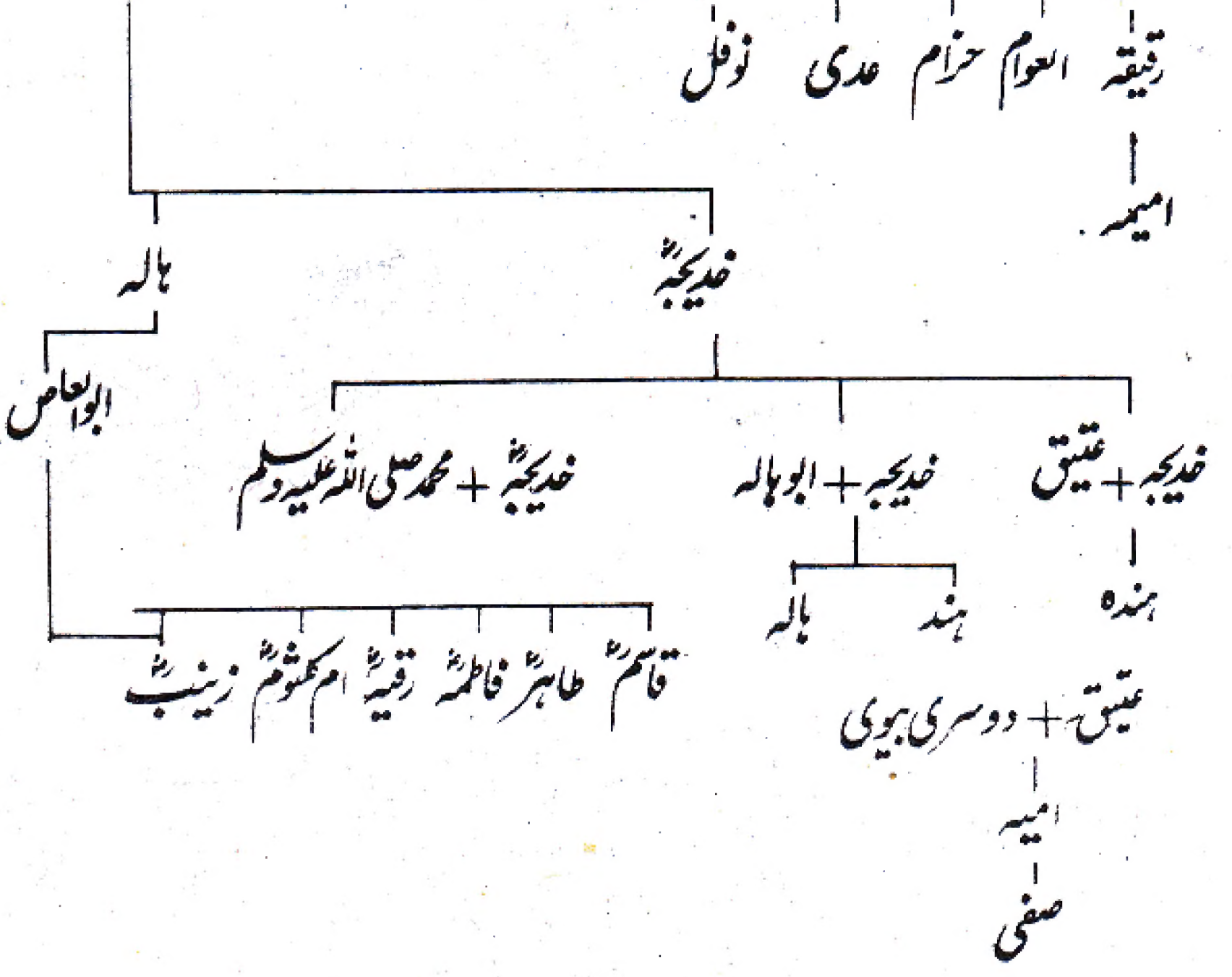
ہو گئیں۔

اس سے پہلے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن ہالہ کی کوئی لڑکی نہیں تھی

صرف ایک لڑکا ابوالعاص تھا۔ اس لئے اس کا کوئی امکان نہیں کہ سابقہ خاندانوں سے کوئی

لڑکی حضرت خدیجہ کے ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آکر رہی ہو۔

نقشہ ہائے نسب ملاحظہ ہو :





## باب دوم

تعداد بنات رسول ﷺ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ الْمُؤْمِنِينَ يَذَرْنَنَ عَلَيْهِنَّ

مِنْ جَلَدٍ يَنْبِيَهُنَّ

- ۱۔ لفظ بنات جمع قلت ہے جس میں ٹوٹک تعداد آسکتی ہے ملاحظہ ہو روح المعانی
- ۲۔ نزول آیت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوان بالائے بیٹیاں تھیں جنہیں پردہ کا حکم دیا گیا۔ ان دونوں امور کی تاویل کر کے حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کی وضاحت ضروری ہے۔

(۱) لفظ بنات جمع کا صیغہ محض تنظیم کے لئے ہے مراد صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہؑ ہے۔  
 الجواب : آیت میں احکام تکفیفہ بیان ہو رہے ہیں عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ مقام مرح و شمار نہیں ہے ہاں کوئی قرینہ موجود ہو تو مراد ولی جاسکتی ہے مگر یہاں کوئی قرینہ موجود نہیں۔  
 (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیوں یعنی حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی بیٹیوں کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال ہوا۔

الجواب : نزول آیت کے وقت کوئی جوان بالائے نواسی موجود نہیں تھی۔ یہ تکلفی خطاب ہے غیر مکلف مخاطب نہیں ہو سکتا۔

(۳) لفظ ابن اور بنت اور اس کی جمع بنات بیٹی، نواسی وغیرہ سب پر بولا جاتا ہے۔

ہاں! اگر لفظ ولد ہوتا تو صرف حقیقی بیٹیاں مراد ہوتیں۔

الجواب : حصہ اول کا جواب اوپر ۲ کے تحت آچکا ہے رہا لفظ ولد تو یہ ہمیشہ حقیقی بیٹیوں کے لئے نہیں بولا جاتا۔ قرآن مجید میں متبنیہ ادعائی بیٹیوں پر بھی لفظ بولا گیا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ : "وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لَا مِرَاتٍ بِنْتَیْ اِکْرِمْ مِثْلَ مَا کَرَّمْتَ عَلَیَّ اَنْ تَنْفَعَنَا اَوْ تَنْفَعْنَا اَوْ تَنْفَعْنَا اَوْ تَنْفَعْنَا وَلَدًا" اور وَقَالَتْ امْرَاَةٌ فَرَعَوَتْ قُرَّةَ عَيْنٍ لِّیْ وَلَدًا لَا تَقْتُلُوْهُ عَلَیَّ اَنْ یَنْفَعَنَا اَوْ تَنْفَعْنَا وَلَدًا۔

دونوں موقعوں پر لفظ ولد بولا گیا ہے اور مراد متبنیہ ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ آیت میں لفظ بنات حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔  
 اب دیکھنا یہ ہے کہ کتنی تھیں؟

۱۔ آیت میں لفظ بنات ہے جو جمع قلت ہے اس لئے آیت سے ضاف ظاہر ہے کہ تین سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔

۲۔ اصول کافی مع شرح صافی باب التایخ ۱ : ۱۲۶۔ "وتزوج خدیجہ وهو بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم ورقیه وزینب وام کلثوم

ولده له بعد المبعث الطیب والطاهر والفاطمة"

ترجمہ : جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس برس سے کچھ اوپر تھی حضرت خدیجہؑ سے نکاح ہوا اور بعثت سے قبل خدیجہ کے بطن سے آپ کے لڑکے قائم اور لڑکیاں رقیہؑ زینبؑ اور ام کلثومؑ پیدا ہوئیں۔ اور بعثت کے بعد طیبؑ طاہرؑ اور فاطمہؑ پیدا ہوئے۔

شارح نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے،

پس زادہ شد برائے او از خدیجہ پیش از رسالت او قائم و رقیہ و زینب و

ام کلثوم و زادہ شد برائے او بعد رسالت او طیب و طاہر و فاطمہ۔

اصول کافی کے بیان سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئیں۔

۳۔ تذکرۃ المعصومین ص ۶ : "تزوج خدیجہ وهو ابن بضع وعشرين سنة فولدت له قبل مبعثه رقیه وام کلثوم وزینب"

ترجمہ : جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس برس سے کچھ زائد تھی حضرت خدیجہؑ سے نکاح ہوا اور بعثت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تین بیٹیاں رقیہؑ ام کلثومؑ اور زینبؑ پیدا ہوئیں۔

۴۔ حیات القلوب ۱ : ۷۹ از ملابا قزجلی :

وہند معتبر منقول است کہ سیمان بن خالد بحضرت صادق عرض کرد کہ فدائے

تو شوم مردم گویند کہ آدم دختر خود را بر پسران خود تزویج کرد فرمود کہ بے مردم چنیں

می گویند لیکن اے سیمان مگر غیہ الی کہ رسول خدا فرمود کہ اگر می داستم کہ آدم دخترش

و پسرش نکاح کرده ہر آمینہ من زینب را بقسم می کردم دین آدم را ترک نمی کردم۔

ترجمہ : معتبر سند کے ساتھ نقل ہے کہ سیمان بن خالد نے امام جعفر صادق سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ نے اپنی لڑکیوں کے نکاح اپنے بیٹوں کے ساتھ کئے فرمایا ہاں نوگ ایسا ہی کہتے ہیں مگر سیمان مجھے علم نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ حضرت آدمؑ علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے سے کیا تو میں زینبؑ کا قائم سے کرتا اور دین آدمؑ کو ترک نہ کرتا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ زینبؑ حضرت قائم ابن رسول اللہ کی حقیقی بہن تھی۔

یقول رسول بے اور بیان کرنے والے امام جعفر صادق ہیں۔

۵۔ استبصار ۱ : ۲۳۵ : "فقال ابو عبد الله عليه السلام وان زينب بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم توفیت وان فاطمہ علیہا السلام خرجت فی نساہا فصلت علی اختہا"

ترجمہ : امام جعفر صادق نے فرمایا کہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئی تو حضرت فاطمہ عورتوں کے ساتھ گھر سے نکلیں اور اپنی بہن کا جنازہ پڑھا۔

امام جعفر صادق نے اس روایت میں حضرت زینبؑ کو

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی فرمایا۔

(ب) حضرت زینبؑ کو حضرت فاطمہؑ کی حقیقی بہن فرمایا۔

(ج) حضرت فاطمہؑ کا اپنی بہن کے جنازہ کے لئے گھر سے نکلنا ذکر کیا۔

۶۔ خصال شیخ صدوق ۲ : ۱۶۶ : عن ابی عبد الله عليه السلام قال ولد لرسول عن خدیجہ القاسم والطاهر وعبد الله وام کلثوم ورقیه وزینب وفاطمہ وتزوج ابوالعاص بن الربیع وهو رجل من بنی امیہ زینب تزوج عثمان بن عفان ام کلثوم فماتت ولم یدخل بها فلما ساروا الی بدر زوجہ رسول الله رقیہ ثم قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یا حمیرا فان الله تبارک وتعالی وبارک فی الود والولود ان خدیجہ رحمہا الله ولدت منی طاہر وهو عبد الله وهو الطهر وولدت منی القاسم وفاطمہ ورقیه وام کلثوم وزینب"

ترجمہ : امام جعفر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہؑ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے قائمؑ اور طاہرؑ اور چار بیٹیاں رقیہؑ ام کلثومؑ زینبؑ اور فاطمہؑ پیدا ہوئیں۔ فاطمہؑ کا نکاح علی بن ابی طالب سے ہوا زینبؑ کا نکاح ابوالعاص بن ربیع اموی سے ہوا۔ ام کلثومؑ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان سے ہوا۔ حضرت رقیہؑ سے پہلے وہ فوت ہو گئی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہؑ کا نکاح عثمان سے کر دیا جب بدر کی طرف جانے لگے پھر حضور نے فرمایا اے حمیرا : (عاشہؑ اللہ نے اس عورت میں برکت رکھی ہے جو بچوں سے محبت کرتی ہے اور خدیجہؑ اللہ اس پر رحم کرے اس سے میرے بیٹے طاہرؑ اور قائمؑ اور میری بیٹیاں فاطمہؑ رقیہؑ ام کلثومؑ اور زینبؑ پیدا ہوئیں۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ :

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے اپنی چار بیٹیوں کے نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان فرمائے۔

(ب) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میری ساری بیٹیاں حضرت خدیجہؑ کے بطن سے تھیں۔

(ج) پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے دعا فرمائی۔

(د) امام جعفر صادق نے اس روایت کی تصدیق فرمائی۔

(ر) امام جعفر صادق نے نہ صرف چار بیٹیوں کے نام لئے بلکہ ان کے نکاح کی تفصیل بھی بتائی۔

۷۔ حیات القلوب ۲ : ۷۸

"برسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا متولد

شدند طاہر و قائم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ از حضرت امیر المؤمنین

تزویج نمود و تزویج کرد با ابوالعاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب را عثمان بن

عفان ام کلثوم را عثمان از آنکہ بخانہ آں رود بر حمت الہی واصل شد و بعد از و



”و ابن بابویہ بر سند معتبر آن روایت کرده است کہ از برای رسول متولد شد از خدیجہ قاسم و طاہر و نام طاہر علیہ السلام بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب فاطمہ حضرت امیر المؤمنین فاطمہ را تزویج نمود و زینب را ابو العاص بن ربیعہ و او مرد بود از بنی امیہ و عثمان بن ام کلثوم را تزویج نمود و پیش از آنکہ بخانہ او بروی بر حمت الہی وصل شد پس جنگ بدر رفتند حضرت رسول اکرم رقیہ را با تزویج نمود۔“

ملاحظہ فرمایید کہ بیان کردہ ان دور روایات سے ثابت ہوا :

(ا) امام جعفر صادق کا ایمان ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں حضرت خدیجہ کے بطن سے ہوئیں ان کے نام زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ ہیں۔

(ب) امام جعفر صادق نے ان کے نام ہی نہیں لئے بلکہ ان کے نکاح میں تفصیل بھی بیان فرمائی۔

(ج) ملاحظہ فرمائیے ان روایات کی سند کو معتبر قرار دیا۔

۵۲، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت محبوب تھے اس لئے اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں دے دیں۔ اگر حضور کو حضرت عثمانؓ کے خلوص اور ایمان کے متعلق شبہ بھی ہوتا تو ہرگز ایسا نہ کرتے اگر کوئی کج فہم یہ کہے کہ حضورؐ نے ڈر کے مارے ایسا کیا یا تقیہ کیا یا مال و دولت کے لالچ میں یہ کیا ہے۔ ایسا شخص نہ شان رسالت سے واقف ہے نہ اس کا رسول پر ایمان ہے۔

”شیخ طبری و علی بن ابراہیم قتی و دیگران روایت کردہ اند..... و از جملہ اس ہا

عثمان بود و رقیہ دختر حضرت رسول کر زن او بود۔“

علامہ طبری اور علی بن ابراہیم قتی جو امام حسن عسکری کا شاگرد ہے دونوں اقرار کرتے ہیں کہ رقیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی اور حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھی۔

۱۰ — حیات القلوب ۲ : ۸۹ پر ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے جس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کو خطاب کر کے فرمایا۔

”پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشم شدہ و گفت بس کن ای حمیرہ کہ خدا

برکت میدہد نے را کہ شوہر را بسیار دوست دارد و بسیار فرزند آورد و خدیجہ

خدا اور رحمت کند از من طاہر و مطہر را ہم رسانید کہ او عجب اللہ بود و قاسم را آورد و

رقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم از وہم رسید۔“

۱۱ — حیات القلوب ۲ : ۳۹۱ بدر کے قیدیوں کے ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”تا آنکہ زینب دختر رسول کہ زوجہ ابو العاص بن ربیع بود گردن بند خود را کہ حضرت

خدیجہ با و داد وہ بود برائے خدیجہ شوہر خود ابو العاص فرستاد۔“

اس حدیث کو شیخ طبری نے اخراج کیا ہے جو معتبر علماء شیعہ سے ہے شیخ طبری اور ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت زینبؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی۔

مندرجہ بالا گیارہ اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

۱ — قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تین سے زیادہ تھیں۔

۲ — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ حضرت خدیجہؓ میری چار بیٹیاں زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

۳ — امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ جو حنت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

۴ — حضرت فاطمہؓ اور زینبؓ کو امام جعفر صادقؑ نے حقیقی بہن فرمایا اب اگر کوئی کہے کہ رسولؐ کی ایک ہی بیٹی تھی تو اول قرآن کی آیت پیش کرے کہ ایک ہی بیٹی تھی پھر رسول اللہ کا قول پیش کرے کہ میری ایک ہی بیٹی تھی پھر امام جعفر کا قول پیش کرے کہ حضورؐ کی ایک ہی بیٹی تھی۔ اگر ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکتا اور پھر بھی اس بات پر اصرار کرے کہ حضورؐ کی صرف ایک بیٹی تھی تو ایسا شخص امام جعفر صادقؑ کا مخالف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف اور قرآن کا منکر ہے۔

اب ذرا شیعہ محدث سید نعمت اللہ کی زبانی کچا تفصیل سنئے :

انوار عانیہ ۱ : ۱۲۴ : ”فالمرأۃ تزوجھا خدیجۃ بنت خویلد و کانت قبلہ

عند عتیق بن عائد المخزومی فولدت له جاریۃ ثم تزوجھا ابوہالہ الاسدی

فولدت له ہند بن ابی ہالہ ثم تزوجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وربما ابنھا ہند فاول ما حملت ولدت عبد اللہ بن محمد والطیب والطاہر

ولدت له القاسم اکبر ولده الی ان قال واما ولدت له ابنان واربۃ بنات زینب

ورقیہ وام کلثوم وفاطمہ فاما زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فتزوجھا ابو العاص بن الربیع فی الجاہلیۃ فولدت له جاریۃ اسمھا امامۃ

تزوجھا علی بن طالب بعد وفات فاطمہ وقل امیر المؤمنین علیہ السلام

وعند امامۃ خلف علیھا بعدہ المغیر بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب

وماتت زینب بالمدينة بسبع سنین من الهجرة واما رقیۃ فتزوجھا عتبۃ بن

ابی لہب قتلھا قبل ان یدخل بها ولحقھا منہ اذی فقال اللہم

سلط علی عتبۃ کلما منی کذابک فتناولہ الاسد من بین اصحابہ وتزوجھا

بعدہ بالمدينة عثمان بن عفان فولدت له عبد اللہ ومات صغیر انقرہ

دیک علی عینیہ فرض فات وتوفیت بالمدينة زمان بدر فتخلف عثمان علی

دفنھا ومنعہ ذلک ان شہد بدر او قد کان عثمان ہاجر الی الحبشۃ ومعہ

رقیۃ وامام کلثوم فتزوجھا ایضاً عثمان بعد اختہا رقیۃ وتوفیت عندہ

الح ان قال وقد تقدم اختلاف اصحابنا فی ان رقیۃ ام کلثوم هل

ہما ریتبہا والحال عندنا لا یتفاوت لان عثمان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم کان مظہر الاسلام وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرید تالیف قلوبہم

ودخول الاسلام الیہا فکلن یلاطفہم بانواع اللطائف من الممول

والمناکحات وغیرہ۔“

ترجمہ پہلی عورت جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا خدیجہ تھی، آپ

سے پہلے خدیجہ کا نکاح عتیق سے ہوا تھا اس سے ایک لڑکی ہوئی پھر ابو ہالہ اسدی سے

نکاح ہوا اور اس سے ایک لڑکا ہند ہوا پھر حضورؐ سے نکاح ہوا اور اس کے لڑکے ہند نے حضورؐ

کے گھر پرورش پائی۔ اس سے حضورؐ کے لڑکے قاسم اور طاہر ہوئے۔

حضرت خدیجہؓ سے حضورؐ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ زینب، رقیہ

ام کلثوم اور فاطمہ۔ زینب کا نکاح ابو العاص بن الربیع سے زمانہ جاہلیت میں ہوا۔ اس کی

بیٹی امامہ پیدا ہوئی جس سے علی بن ابی طالب نے وفات فاطمہ کے بعد نکاح کیا جب امیر المؤمنین

قتل کئے گئے امامہ ان کے گھر تھیں پھر اس سے منیہ بن نوفل نے نکاح کیا اور زینب شہدہ میں مدینہ

میں فوت ہو گئی۔ رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابی طالب سے ہوا خستی سے پہلے اس نے طلاق دی حضورؐ کو

اس سے ایذا پہنچی تو فرمایا اللہ اس پر اپنا کوئی کتا مسلط کر ! چنانچہ شیر لے لکھا گیا۔

پھر رقیہ کا نکاح مدینہ میں عثمان بن عفان سے ہوا۔ اس سے ایک لڑکا عبد اللہ ہوا جسے بچپن

میں ہی مرغ نے انکھوں کے درمیان ٹھونگ ماری وہ بیمار ہوا اور بدر کے زمانہ میں مدینہ میں فوت ہوا

عثمانؓ اس کی تجہیز و تکفین کی وجہ سے بدر کی جنگ میں شامل نہ ہو سکے اور عثمانؓ نے حبشہ میں ہجرت

کی تو رقیہ ساتھ تھی اور رقیہ کے بعد عثمانؓ کا نکاح ام کلثوم سے ہوا وہ انھیں کے گھر فوت ہوئی۔

اس بارے میں شیعوں کے اختلاف کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ کیا ام کلثوم اور رقیہ حضورؐ کی

بہن تھیں یا بیٹیاں ؟

ہمارے نزدیک اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عثمان

نے اسلام کا اظہار کیا اور حضورؐ ایسے لوگوں کی تالیف قلب اموال اور مناکحات سے کیا کرتے تھے۔

انوار عانیہ کی اس عبارت سے ذیل کے امور ثابت ہوئے۔

۱ — حضرت خدیجہؓ کا پہلا نکاح عتیق بن عائد سے ہوا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہند۔

۲ — نکاح ثانی ابو ہالہ سے ہوا جس سے صرف ایک لڑکا پیدا ہوا ہند جس نے حضورؐ کے

گھر پرورش پائی یعنی جب حضرت خدیجہؓ حضورؐ کے نکاح میں آئیں تو ان کی کوئی لڑکی موجود نہ تھی،

جن کو ربیبہ بنایا جاتا صرف ایک لڑکا ہند تھا جس کی پرورش حضورؐ کے ہاں ہوئی۔

۳ — حضورؐ کے نکاح میں آنے کے بعد حضرت خدیجہؓ سے چار بیٹیوں کے پیدا ہونے

کا ذکر کیا گیا ہے زینب، ام کلثوم اور رقیہ و فاطمہ۔



بعض کہتے ہیں خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں ان دونوں اقوال کی تردید اور نفی معتبر روایات اور احادیث سے ہوتی ہے۔

اور حیات القلوب ۲: ۲۲۳ پر امام باقر سے برہنہ صحیح مرفوع ہے۔

”ابن ادیس برہنہ صحیح از امام باقر روایت کردہ است کہ رسول خدا دختر بدو منافق

و ادیکے ابوالعاصی پسر یح و اُن دیگر کے کہ عثمان بود“

ترجمہ: ابن ادیس نے سند صحیح کے ساتھ امام باقر سے روایت کی ہے کہ حضور نے دو منافقوں

کو بیٹیاں دیں ایک ابوالعاصی بن یح دوسرا عثمان۔

ابن ادیس نے امام باقر سے روایت کی ہے اس کا پہلا حصہ ایک حقیقت کا اقرب ہے

دوسرا حصہ امام باقر کے ذمے ہمت ہے امام باقر سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ کوئی ایسی بات

فرمائیں جس سے شان رسالت کی توہین ہوتی ہو۔

باقر مجلسی کے قول دوم کے متعلق سید ابوالقاسم کوئی کامفکہ خیز بیان دیکھئے:

الاستغاثہ ۱: ۸۱ - والابتان طفلتان وکان فی حدثنان بتزوج رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بخدیجۃ بنت خویلد وکانت ہالہ اخت خدیجۃ فقیرۃ

وکانت خدیجۃ من الاغنیاء المومنین بکثرت المال فاما ہند بن ابی ہالہ فانہ

لحق بقومہ وعشیرتہ بالبادیۃ وبقيت طفلتان عند امہما ہالہ اخت خدیجۃ

فضمت خدیجۃ اختہا ہالہ مع الطفلتین الیہا وکفلت جمیعہم وکانت ہالہ

اخت خدیجۃ محی الرسول بن خدیجۃ وبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

حال التزوج فلما تزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدیجۃ ماتت ہالہ بعد

ذلک بملۃ یسیرۃ و خلفت طفلتین زینب ورقیہ فی حجر رسول اللہ علیہ

وسلم و حجر خدیجۃ فریبہا

ترجمہ: حضور اکرم سے نکاح کے وقت خدیجہ الکبریٰ کی دو خورد سالہ لڑکیاں تھیں۔ اور

ہالہ ہمشیرہ خدیجہ غریب تھی اور خدیجہ مالدار تھیں۔

پس ہند بن ابی ہالہ اپنے قبیلہ کے ساتھ جنگ میں چلا گیا اور یہ خورد سالہ لڑکیاں اپنی ماں

کے پاس رہ گئیں جو ہالہ بنت خویلد ہمشیرہ خدیجہ تھی خدیجہ نے اپنی بہن ہالہ اور اس کی دونوں بھوپریں

کو اپنے گھر رکھ لیا اور ان کی کفالت کرنے لگی۔ خدیجہ کے ساتھ حضور کے نکاح میں یہی ہالہ وکیل

تھی جب حضور کا خدیجہ سے نکاح ہو گیا۔ تو کچھ عرصہ بعد ہالہ مر گئی اور یہ دونوں لڑکیاں زینب اور

رقیہ حضور کے گھر خدیجہ کے پاس پرورش پاتی رہیں۔

استغاثہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ناول نگار کسی مخصوص مقصد کی بنا پر

اپنے ذہن میں ناول کا ڈھانچہ تیار کر چکا ہے اب اس کے لئے اپنی پسند کے مطابق کردار تیار

کر رہا ہے جس کا رشتہ جس سے بھی چاہے جوڑ دے کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی

نے کہنے جوڑا۔

بہر حال اس میں ایک مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ صاحب استغاثہ نے زینب کو ہالہ

کی بیٹی قرار دیا ہے اور حیات القلوب ۲: ۲۹۳ پر مرفوع ہے وہیں جماعت اموال

ابوالعاصی ابن الربیع را کہ سپر خواہر خدیجہ و شوہر زینب بود۔

ان دونوں عمار کے بیان کو جمع کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ابوالعاصی کا نکاح اپنی حقیقی

بہن سے ہوا صاحب استغاثہ کی تحقیق کی داد دینی چاہیے۔ انھیں اپنی تحقیق پر اتنا ناز ہے کہ

وہ کہتے ہیں کہ عمار تو علم انساب سے جاہل ہیں کہتے ہیں:-

و جادلونی اشد مجاہلۃ فی انہم من خدیجۃ امی من ولد خدیجۃ

فاعلمتہم ان ذلک جہل منہم بنسبہم

سید ابوالقاسم نے اپنے علم کے زور سے حقیقی بہن بھائی کو شوہر و زوی بنا دیا اور عمار کو اپنی

جہالت کی بنا پر یہ ہمت نہ ہو سکی واقعی ہر مرنے و بھر کا۔

پہلے باب میں معتبر حوالوں سے تفصیل دی جا چکی ہے کہ:-

۱۔ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن صرف ہالہ تھی، اور ہالہ کا صرف ایک لڑکا ابوالعاصی تھا۔

۲۔ دوسری بہن جس کی ماں دوسری تھی اس کا نام رقیہ تھا۔

۳۔ رقیہ کی صرف ایک لڑکی تھی جس کا نام امیمہ تھا۔

اب زینب ام کلثوم اور رقیہ کو ہمیشہ ثابت کرنے کے لئے ان کی کوئی تیسری بہن

تلاش کرنی پڑے گی۔ اور ان تین خواتین کو اس کی بیٹیاں بنا کر حضرت خدیجہ کے عہد حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا ثابت کرنا پڑے گا تاریخ اس معاملے میں ساتھ نہیں دیتی۔ اس کا

تواضعان ہے کہ حضرت خدیجہ کی ایک حقیقی بہن اور ایک ماں کی طرف سے سوتیلی اور ان

دونوں کے ہاں اس نام کی کوئی لڑکی پیدا ہی نہیں ہوئی۔

پس افسانہ نگاری اور ناول نویسی کا سہارا لینا پڑے گا۔ اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو،

حیات القلوب ۲: ۲۸۸ سید مرتضیٰ اور شیخ موسیٰ نے روایت کیا ہے۔

”پہلے آپ حضرت خدیجہ را تزویج نمود او بارہ بود و بعد شوہر دیگر پیش آنحضرت

نیامدہ بود“

ملاحظہ فرمائیے کہ، ”قول اول اشہر است۔“

قول اول وہی ہے جو متعدد روایات میں پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت خدیجہ کے

پہلے خاندان عتیق بن عائد اور ابو ہالہ تھے۔

ان عمار کے کرام کے مختلف بیانات کو جمع کرنے سے انسان اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ

ان حضرات نے واقعی تاریخ کو ناول اور افسانہ بنایا مثلاً،

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کا نکاح عتیق بن عائد مخزومی سے اور پھر ابو ہالہ سے ہوا۔ (حیات القلوب ۱: ۹۱۲)

۲۔ حضرت خدیجہ سے حضور اکرم کی چار بیٹیاں تھیں زینب، رقیہ، ام کلثوم و فاطمہ۔

(امول کافی ۱: ۱۳۷) (فضائل شیخ صدوق ۲: ۱۹۷) (حیات القلوب ۲: ۷۱۸)

۳۔ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن صرف ہالہ تھی۔ اس کا ایک ہی لڑکا تھا جس کا نام

ابوالعاصی تھا۔ (نسب قریش: ۲۲۹)

۴۔ حضرت خدیجہ کی سوتیلی بہن صرف رقیہ تھی جس کی بیٹی امیمہ تھی۔ (نزہت قریش: ۳۹)

۵۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کا نکاح ہالہ کے بیٹے ابوالعاصی

سے ہوا۔ (شیخ صدوق ۱۲: ۱۶۷)

۶۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عتیق سے ایک بیٹی ہوئی (ہندہ)

(انوار النعائین ۱: ۱۲۳)

۷۔ حضرت خدیجہ کے ہاں ابو ہالہ سے صرف ایک لڑکا ہند پیدا ہوا۔

(انوار النعائین ۱: ۱۲۳)

۸۔ اس میں ہمارے (شیعہ) عمار کو اختلاف ہے کہ زینب، رقیہ، ام کلثوم حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تھیں یا بریمہ تھیں۔ (انوار النعائین ۱: ۱۲۳)

۹۔ رقیہ اور ام کلثوم ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ (حیات القلوب ۲: ۷۱۹)

۱۰۔ زینب اور رقیہ ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور حضور کی بریمہ۔ (الاستغاثہ ۱: ۸۱)

۱۱۔ ابو ہالہ کا بیٹا ابوالعاصی ہالہ کا شوہر تھا۔ (حیات القلوب ۲: ۲۹۳)

۱۲۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ سے ہوا تو وہ کنواری تھیں۔

(حیات القلوب ۲: ۷۲۸)

ان متضاد بیانات کو پڑھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ تاریخی واقعات ہیں۔ ہاں یہ ضرور کہا

جاسکتا ہے کہ ناول نویسی ہے جب چاہا جس کردار کو چاہیے چاہا بدل دیا۔

بنات رسول کو بریمہ کہنا تاریخی اعتبار سے اور علم انساب کے لحاظ سے بالکل غلط ثابت

ہو گیا اب رہا باب کو بنات کہنا قرآنی اعتبار سے غلط ہونا ملاحظہ کیجئے!

انوار النعائین ۱: ۱۲۵: ”فزیل بن حارثہ وکان خدیجۃ اشتراہا لحاکیم

بن حزام باربعۃ درہم فوہبۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعتقہ وزوجہ

ام ایمن فولدت لہ اسمۃ فتبناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان یدعی

زید بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ازل اللہ تعالیٰ ادموہم لابانہم

ترجمہ: زید بن حارثہ حضرت خدیجہ کے غلام تھے حکیم بن حزام نے انھیں خدیجہ کے

لئے چار سو درہم میں خریدا تھا۔ حضرت خدیجہ نے یہ حضور اکرم کو بہہ کر دیا۔ حضور اکرم نے انھیں آزاد

کر دیا ام ایمن سے نکاح کر دیا ان سے اسامہ پیدا ہوئے۔ ان کو حضور اکرم نے متبنی بنا لیا۔ ان کو

زید بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلایا جاتا ہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

”اذمؤہم لابانہم“

یہی بیان تفسیر حسن عسکری ص ۱۷ پر بھی موجود ہے۔

فترکوا ذلک وجعلوا یقولون زید۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا

کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رہا باب یا متبنیٰ کو اپنے والد کے بغیر کسی دوسرے کی

طرف نسبت کر کے بلانا حرام ہو گیا اور ترک کر دیا۔

بریمہ کا معائنہ تاریخی اور قرآنی برد اعتبار سے غلط ثابت ہو گیا اور علما شیعہ کے بیانات

سے واضح ہو گیا کہ حضور کی چار بیٹیاں تھیں زینب، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ۔

شیعہ مذہب کی حدیث کی چوٹی کی کتاب کافی ہے جس کے مصنف محمد یعقوب کھنی ہیں

جن کو حجة الاسلام اور ثقت الاسلام کے لقب سے مقب کرتے ہیں یہ کتاب ان کے بقول

امام مہدی کے منظور شدہ اور تصدیق شدہ ہے۔ کافی میں ثقت الاسلام نے جو بیان کیا ہے وہ معمول ہوا

ہے یہ صاحب علی بن ابراہیم قمی کا شاگرد ہے۔ یہ امام حسن عسکری کا شاگرد ہے۔

تو صاحب کافی کی رائے دراصل امام حسن عسکری کی رائے ہوتی تو کافی میں بیان ہو چکا

ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے چار بیٹیاں تھیں۔

حوالہ گند چک ہے۔



## باب سوم

بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے متعلق چند غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کے نکاح کے وقت اس امر کا کوئی خیال نہ کیا کہ اپنی بیٹیاں مسلمانوں یا کافروں یا منافقوں کے نکاح میں دے دی جائیں اس لئے عقبہ عتیبہ پسران ابولہب اور ابوالعاص بن الربیع اور حضرت عثمان بن عفان کو بیٹیاں دے دیں۔

۲۔ یہ بات کوئی انوکھی نہیں کیونکہ فرعون کے گھر آسیہ مسلمان اور حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیویاں کافرہ تھیں۔

غنائین کی طرف سے یہ غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں یا پیدا کی جاسکتی ہیں اس لئے ان کا ازالہ ضروری ہے۔

(۱) حیات الطوبی ۲: ۷۱۸، ۷۱۹

ازالہ باشد کہ حق تعالیٰ حرام گرداند دختران دادن بکافران بافتاق مخالفان حضرت زینب را ابوالعاص تزویج نمود در مکہ وقتہ کہ او کافر بود و ہم چنین رقیہ وام کلثوم بنابر مسلمان مخالفان بعقبہ و عتیبہ کہ پسران ابولہب بودند و کافر بودند تزویج نمود بود۔

دوسری جگہ: و مشہور است کہ دختران آنحضرت چہار نفر بودند و ہر از حضرت

عذیبہ بوجود آمدند اول زینب و حضرت پیش از بعثت و حرام شدن دختر بکافران دادن او را

بابی العاص بن الربیع تزویج نمود۔

ترجمہ: پیشتر اس کے کہ کافروں کو لڑکی کا رشتہ دینا حرام قرار دیا گیا کہ میں حضرت نے

زینب کا نکاح ابوالعاص بن الربیع سے کیا جبکہ وہ کافر مشہور تھا۔ اور رقیہ وام کلثوم کا نکاح ابولہب

کے بیٹوں سے کیا جبکہ کافروں سے لڑکی لینا، دینا حرام نہیں کیا گیا تھا۔

مشہور مذہب یہی ہے کہ آنحضرت کی چار بیٹیاں تھیں اور چاروں حضرت عذیبہ کے بطن

سے تھیں۔ اول زینب جس کا نکاح حضور نے ابوالعاص سے اس وقت کیا جب کافر کو لڑکی دینا

حرام قرار نہیں دیا گیا تھا۔

معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ اور عتیبہ سے اپنی بیٹیوں کا نکاح اس وقت کیا

جب کافروں کو بیٹی کا رشتہ دینے کی ممانعت کا حکم نازل ہی نہیں ہوا تھا اور حکم کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا کیونکہ حضور کی بعثت اور نزول وحی کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے یہ نکاح ہوئے اور حال حرام

کی تمیز تو نزول وحی کی وجہ سے ہوئی پھر عقبہ اور عتیبہ سے جدائی بھی ہو گئی۔ رہا ابوالعاص اور حضرت

عثمان کا سوال تو حضرت زینب شہ سے فوت ہوئیں۔ اسی طرح ام کلثوم بھی شہ میں فوت

ہوئیں۔ ابتدائے وحی سے شہ تک طویل عرصہ تک اپنے خاوندوں کے نکاح میں رہیں۔ اگر

یہ دونوں کافر یا منافق تھے تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ قرآن مجید نے حکم دیا۔

۱۔ "وَلَا تَنْكُحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُوْمِنُوا"

۲۔ "وَلَا تَنْكُحُوا الْمُشْرِكَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا"

۳۔ "فَلَا تَرْجِعُوا مَنِ الْكَفَّارَ لَھُنَّ حَتَّىٰ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُحِلُّوْنَ لَھُنَّ"

۴۔ "وَلَا تَسْكُرُوا بِعَصَمِ الْكَوَافِرِ"

یہ چار احکام مجھے واضح ہیں کہ مسلمان عورت مشرک کے نکاح میں مت دو! یہ حلال

نہیں کہ مسلمان عورت کافر کے نکاح میں ہے۔

کیا نبی کریم نے ان احکام کا مفہوم نہیں سمجھا؟ اگر سمجھا تو ان پر عمل کیوں نہ کیا؟ کیا نبی

اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی کر سکتا ہے؟ کیا یہ شان نبوت کے منافی نہیں؟ اگر ابوالعاص اور حضرت

عثمان کافر تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیاں ان کے ہاں کیوں رہنے دیں؟ اللہ کے

حکم کی تعمیل کیوں نہ کی؟

اس الجھن کا حل صرف یہ ہے کہ۔

۱۔ یہ تسلیم کرو کہ ابوالعاص اور عثمان مسلمان تھے اور مجھے مسلمان تھے۔

۲۔ یا یہ تسلیم کرو! کہ نبی اللہ کا باہمی ہوتا ہے۔

اگر پہلی بات تسلیم نہ کی جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آدمی دوسری بات کو صحیح

تسلیم کرتا ہے پھر اس کا اسلام سے تعلق کیا رہ جاتا ہے؟

اب ایک الجھن اور باقی رہ جاتی ہے کہ یہ کافر نہیں تھے بلکہ منافق تھے یعنی ان کے

دلوں میں کفر تھا اور زبان پر اسلام اور ایمان کا اقرار اس غلط فہمی کو دہر کرنے کے لئے چند مقامات

قابل غور ہیں۔

۱۔ کیا نکاح و طلاق کا تعلق دین سے ہے یا نہیں؟

اس کا جواب ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو جو

اسے دین کا حصہ نہ سمجھتا ہو۔

۲۔ نکاح اور طلاق جب دین ہی کا حصہ ہے اور دین میں حلال و حرام کی تمیز نہ کی جائے

تو دین میں فساد ہی فساد ہے، دین کہاں رہ جاتا ہے۔

۳۔ کیا دین کے متعلق کوئی بات نبی اپنی خواہش سے کرتا ہے یا خدا حکم سے؟

جواب ظاہر ہے کہ وہما یصلق عن الھوٰی ان ھو اللہ وحی یوحی۔

۴۔ نکاح و طلاق دین کا حصہ ہے نبی دین میں ہر بات خدا کے حکم سے کرتا ہے تو نبی

نے اپنی بیٹیوں کے نکاح خدا کے حکم سے کئے۔

تفسیر مظہری ص ۴۷۲: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ الٰہ ان

تزوج و ازواج الٰہل الجنۃ"

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کو قطعی طور پر ناپسند ہے میں جنتیوں کے بغیر کسی سے نکاح کروں

یا نکاح کر کے دوں۔

اور شرح فقہ کبیر ص ۱۳۲: "انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لہ (عثمان، والذی

نفسی بیدہ لوان عندی مائۃ بنت یمتن واحدا بعد واحدا زوجک

اخریٰ ہذا جبرائیل اخبرنی ان اللہ یأمر لی ان ازوجکھا"

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا اس ذات کی قسم،

جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میری ایک سو بیٹی ہوتی تو میں ایک کی موت کے بعد

دوسری سے نکاح میں دے دیتا۔ یہ جبرائیل میں انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

مجھے اسی حکم سے دیا ہے۔

یہ بات اس وقت ہوئی جب حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ام کلثوم کا رشتہ پوچھا تھا۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ نبی جہاں سے

رشتہ لیتا ہے اور جہاں رشتہ دیتا ہے وہ بذریعہ وحی حکم خدا دیتا ہے۔

اصولی طور پر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین کی ہر بات نبی خدا کے حکم سے بتاتا ہے

حضرت عثمان سے نکاح کے معاملے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے

رشتہ بھی فرمایا اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں حضرت عثمان سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر حضرت عثمان منافق تھے تو یہ

۱۔ کیا علیم بذات الصدور اور عالم الغیب خدا کو علم نہیں تھا کہ عثمان کے دل میں کھوٹ

اور نفاق ہے۔

۲۔ اگر علم تھا تو اپنے نبی کو حکم کیوں دیا؟ اگر نبی کریم از خود کرنے لگتا تو منع کیوں نہ کیا؟ جبریل

کو بھیج کر نکاح کرنے کا حکم دینے کی بجائے نکاح سے منع کرنے کا حکم دینا چاہیے تھا۔

۳۔ اگر خدا کو عثمان کے نفاق کا علم نہیں تھا تو ایسے بے خبر خدا پر ایمان لانے کی ضرورت کیا

ہے معلوم ہوا کہ علیم بذات الصدور اور عالم الغیب خدا کو علم تھا کہ عثمان کامل الایمان اور سچا

مسلمان ہے اس لئے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اپنی بیٹی کا نکاح عثمان سے کر دو۔ اور نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی عبودیت کا اندازہ کیجئے کہ فرماتے ہیں، میری سو بیٹی ہوتی تو عثمان کے نکاح میں

دیتا جاتا، اگر پہلی زندہ نہ رہتی۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ بات بعید از عقل ہے کہ ایک طرف اپنے نبی کو حکم دے کہ:

یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واعلظ علیہم۔ اور دوسری طرف حکم دے

منافی کو ایک جہتی تودی تھی اب دوسری بھی دو۔ اور رسول کریم کے متعلق یہ امر بھی بعید از عقل ہے

کہ اللہ کے حکم کی مطلق پرواہ نہ کریں وہ جس سے جنگ کرنے کا حکم دے وہ اسے بیٹیاں

دینے لگیں قابل کے لئے ایک نظیر ملاحظہ ہو۔

انوار النعمانیہ ۱: ۲۳۲: "فلاتزوج فلا تزوجوا ان مرض فلا تقعدوا وہ"

ترجمہ: اگر کوئی (بے نماز) مسلمانوں سے رشتہ مانگے تو اسے رشتہ نہ دو۔ اگر وہ بیمار پڑ

جائے تو اس کی بیمار پرستی نہ کرو۔



مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ بے نماز کو رشتہ مت دو! یہ حرام ہے اور بے نماز بہت بڑا گنہگار ہے پھر بھی مسلمان تو ہے مگر نبی کو حکم دیا جاتا ہے کہ منافق کو بیٹی دے دو۔ پس معلوم ہوا کہ نہ خدا بے خبر ہے نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نافرمان ہیں نہ عثمان منافق ہیں بلکہ ع

سخن شناس نہ دہرا خطا اینجاست

رہا فرعون اور آسیہ کا معاملہ، تو اس میں چند امور قابل غور ہیں :

۱۔ جب ساحرین فرعون کو حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو فوراً ایمان لے

آئے۔ آسیہ نے شکست ساحرین کے بعد ایمان کا اظہار کیا وہ بھی فوری طور پر ایمان لائی۔

۲۔ آسیہ کا ایمان اجمالی تھا کیونکہ توریت تو غرق فرعون کے بعد نازل ہوئی

۳۔ آسیہ نے جب ایمان کا اعلان کیا تو فرعون نے اسے قتل کر دیا۔

۴۔ موسیٰ شریعت اور تھی محمدی شریعت اور ہے۔

لہذا اس سلسلے میں فرعون اور آسیہ کو نظیر بنانا محض تکلف ہے جبکہ زوجہ نوح اور زوجہ لوط کے متعلق دو امور قابل توجہ ہیں :

۱۔ ان کی شریعت جدا تھی۔

۲۔ ان کی بیویاں قوم کے ساتھ ہلاک ہو گئیں۔

لہذا ان کو نظیر بنانا بے محل اور بے معنی ہے حضرت لوط کے متعلق مفسرین نے وضاحت

کی ہے۔ "قال یقوم هؤلاء بناتک هن اظہر لکم وکان فی امتہ یجوز تزویج الکافر بالمسلمۃ فان تزویج المسلمات من الکفار کان جائزاً۔ وقال مجاہد وسعید بن جبیر اراد نساء قومہ و اضافہن الی نفسہ لان کل بنی ابوامتہ من حیث الشفقتہ

والتربیۃ و ہذا القول اولی لان اقدام الانسان علی عرض بناتہ علی الی و باش

والفجار مستبعد لایلیق لاهل المروۃ فیکف بالانبیاء وایضاً بناتہ لا تکفی الجمع العظیم اما بنات امتہ ففیہن کفایتہ لکل" (تفسیر جمل)

ترجمہ: یہ میری لڑکیاں ہیں تمہارے لئے پاکیزہ ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام

کی شریعت میں کفار کا نکاح مسلمانوں سے جائز تھا اور مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں

کہ اس لفظ سے حضرت لوط علیہ السلام کی مراد اپنی قوم کی لڑکیاں تھیں اپنی طرف اس

لئے نسبت کی کہ نبی اپنی قوم کے لئے باعتبار شفقت اور تربیت کے بمنزلہ باپ جتنا ہے

اور یہ قول افضل ہے کیونکہ کوئی انسان گوارا نہیں کر سکتا کہ اپنی بیٹی کسی ادباش اور فاسق فاجر

کو دے تو جو بات اہل مروت کے ہاں معیوب ہو وہ بھلا نبی کو کیسے زیب دیتی ہے اور

لوط بھلا اپنی دو تین بیٹیاں ساری قوم کو کیسے پیش کر سکتے تھے۔ لہذا بنات امت ہی

مراد ہے۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ :

(۱) حضرت لوط علیہ السلام کی شریعت میں کافر اور مومن کا نکاح جائز تھا۔

(۲) اس کے باوجود حضرت لوط نے اپنی بیٹیوں کے متعلق نہیں فرمایا تھا۔

(۳) امت کی عورتیں نبی کی بیٹیاں ہی سمجھی جاتی ہیں۔

اس لئے حضرت عثمان کے نکاح کے سلسلے میں حضرت لوط کی نظیر بے محل اور

تکلف محض ہے۔

اب ایک جاہلانہ اعتراض بھی بیان کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔

اگر کہا جائے کہ سید زادی کا نکاح غیر سید سے کیسے جائز ہے؟ رسول اللہ کی

بیٹیاں تو سید زادیاں ہوئیں۔ اس کے جواب میں کہہ دینا کافی ہے کہ سید کا اطلاق حضرت

حسین کی اولاد پر کیا جاتا ہے گو یہ کوئی تحقیقی مسئلہ نہیں پھر اگر اسے درست تسلیم کیا جائے

تو حضرت علی کو سید کیسے کہیں گے؟ (حیات القلوب ۲: ۲۵)

”داکٹر گویند کہ بنا بر احتمالات کہ مذکور شدہ امیر المومنین علیہ السلام

داخل عترت نباشد۔ جواب میگویم کہ عترت را مخصوص باولاد آدمی اند

شیعہ می گویند کہ حضرت امیر المومنین ہر چند کہ ظاہر لفظ عترت آن حضرت

را شامل نیست اما پدر عترت است و مہتر“

ترجمہ: اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ مذکور شدہ احتمالات کی وجہ سے امیر المومنین عترت

یعنی اہل بیت یعنی سادات میں داخل نہیں ہیں۔ جواب میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص سادات

کو امیر المومنین کی اولاد کے ساتھ مخصوص کرتا ہے تو شیعہ کہتے ہیں کہ اگرچہ امیر المومنین کو ظاہر

لفظ کے اعتبار سے سادات میں شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن وہ سادات کے والدین اور

ان سے بہتر ہیں۔

بات صاف ہو گئی کہ حضرت علی درحقیقت سید نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ

غیر سید سیدوں سے افضل ہے لہذا اس کو بیٹی دینا بھی افضل ٹھہرا اگر خود حضرت علی

سید ہیں تو ان کے تمام بھائی اور ان کی اولاد پر سید کے لفظ کا اطلاق درست ہے۔

ان کو سید کیوں نہ کہا جائے اور

انوار نعمانیہ ۱: ۱۲۵: ”اما اولادہ فہم سبعة عشرون ولدا ذکر

اوانثی“ حضرت علی کی اولاد ستائیس لڑکے لڑکیاں ہیں (اممہ ارہ لوط کے اور

لڑکیاں۔

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سید کہا جائے تو ان کے بچوں کو سید زادے اور

سید زادیاں کیوں نہ کہا جائے صرف حسنین اور ان کی اولاد کو ہی سید کیوں نہ کہا جائے۔

آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ کی رائے کا ذکر کر

دیتا ہوں :

نہج البلاغہ ۱: ۳۷۳: ”قلت من صہرہ مالک مینالا“ (لئے عثمان) تو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ دامادی کی وجہ سے اس بلندی مرتبہ کو پہنچا جہاں

صدیق و فاروق نہ پہنچے۔

یہ ۱۹۵۶ء ہے اس رسالہ میں جو حقائق بیان ہوئے ہیں ان کے متعلق اگر کسی کو

شبہ یا اعتراض یا غلط فہمی ہو تو میری زندگی میں مجھ سے بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت

وضاحت کرا سکتا ہے۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالايمان ولا تجعل

فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف الرحیم ۵

مولانا، اللہ یار خان آف چکوالہ

حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فروری ۱۹۸۴ء میں وصال فرما گئے

اب رسالہ میں جو حقائق بیان ہوئے ہیں ان کے متعلق اگر کسی کو شبہ یا اعتراض

یا غلط فہمی ہو تو آپ کے جانشین مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی سے بالمشافہ

یا بذریعہ خط و کتابت وضاحت کرا سکتا ہے۔

(ادارہ)